4814CH02

ایک مزے دار کہانی

ایک بُڑھیا جنگل بیابان میں جہاں نہ آدم نہ آدم زاد، ایک بڑے درخت کے نیچے بیٹھی تھی۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ انھیں دنوں جاڑا، گرمی اور برسات میں جھگڑا ہوا۔ جاڑا کہتا میں اچھّا، گرمی کہتی میں اچھّی، برسات کہتی میں اچھّی۔ آخر یہ صلاح ہوئی کہ چلو، چل کر کسی آدم زاد سے پوچھیں۔ ان کا جو اِدھر گزُر ہوا تینوں نے کہا: ''لو بھئی وہ سامنے ایک بُڑھیا بیٹھی ہے چلو اس سے پوچھیں۔''

سب سے پہلے میاں جاڑے آئے۔ گوری گوری رنگت، کِلّے ایسے جیسے انار کا دانہ۔ سفید لمبی ڈاڑھی، موٹا سا روئی کا دگلہ پہنے، خوب اوڑھے لپٹے آئے۔ ان کا آنا تھا کہ بڑی بی کو تھرتھری چھوٹ گئی۔ میاں جاڑے نے آ کر کہا: ''بڑی بی سلام''۔ بڑی بی نے کہا: ''جیتے رہو، بال بچے خوش رہیں، مگر بیٹا ذرا دھوپ چھوڑ کر کھڑے رہو۔ مجھے تو تمھارے آنے سے کپکپی لگ رہی ہے۔'' خیر میاں جاڑے ذرا ہٹ کر کھڑے ہوئے اور کہا: ''بڑی بی ایک بات

پوچھوں؟'' بڑی بی نے کہا: ''ہاں بیٹا ضرور پوچھو۔'' میاں جاڑے نے کہا: ''بڑی بی جاڑا کیسا؟''

بڑی بی نے کہا: ''بیٹا! جاڑے کا کیا کہنا۔ سُبحان اللہ! مہاوٹ برس رہی ہے۔ دالانوں کے پردے پڑے ہیں۔ انگیٹھیاں سلگ رہی ہیں، لحافوں میں دبکے پڑے ہیں۔ چائے بن رہی ہے۔ خود پی رہے ہیں، دوسروں کو پلا رہے ہیں۔ صبح ہوئی اور چنے والا آیا، گرم گرم چنے لیے۔ طرح طرح کے میوے آ رہے ہیں۔ سب مزے لے لے کر کھا رہے ہیں۔ حلوہ سوہن بن رہا ہے۔ باجرے کا ملیدہ بن رہا ہے۔ رس کی کھیر پک رہی ہے۔ اِدھر کھایا اُدھر ہضم۔ خون چلّوؤں بڑھ رہا ہے۔ چہرے سُرخ ہو رہے ہیں۔ بیٹا جاڑا، جاڑے کا کیا کہنا، سُبحان اللہ!''

میاں جاڑے تھے کہ اپنی تعریفیں سُن سُن کر پھولے نہ سماتے تھے۔ جب بڑی بی چپکی ہوئیں تو میاں جاڑے نے کہا: ''بڑی بی، خدا تم کو زندہ رکھے، تم نے میرا دل خوش کر دیا۔ یہ لو ایک ہزار اشرفی کی تھیلی۔ خرچ ہو جائے تو اگلے جاڑے میں مجھ سے اور آ کر لے جانا۔''

میاں جاڑے ہٹے اور گرمی مٹکتی ہوئی سامنے آئیں۔ روشن آنکھیں، لمبی کالی چوٹی، گلے میں موتیوں کا کنٹھا، ہاتھوں میں مولسری کی لڑیاں جس میں کرن ٹکی ہوئی۔ ہرے ڈورے کی پیازی اوڑھنی۔ غرض بڑے ٹھسّے سے آئیں اور آتے ہی کہا:

''نانی جان سلام!''

''میں یہ پوچھنے آئی ہوں کہ نانی جان گرمی کیسی؟''

بڑی بی نے کہا: ''بیٹا گرمی، گرمی کا کیا کہنا۔ سُبحان اللہ! دن کا وقت ہے۔ خس خانوں میں پڑے ہیں۔ پنکھے جھلے جا رہے ہیں۔ برف کی قُلفیاں کھائی جا رہی ہیں۔ فصل کے میوے آ رہے ہیں۔ پتلی پتلی ککڑیاں ہیں۔ شام کو اُٹھے، نہائے دھوئے، سفید کپڑے پہنے، خس کا عطر ملا۔ صحن میں چھڑکاؤ ہو گیا ہے۔ گھڑونچیوں پر کورے کورے مٹکے رکھے ہیں۔ رات ہوئی کوٹھوں پر پلنگ بچھ گئے۔ بیٹا! گرمی کا کیا کہنا۔ سُبحان اللہ!''

بی گرمی کا یہ حال تھا کہ تعریفیں سنتی جاتی تھیں اور نہال ہوتی جاتی تھیں۔ جب بڑی بی تعریف کرتے کرتے

تھک کر چپ ہوگئیں تو بی گرمی نے چپکے سے نکال کر ایک ہزار اشرفی کی تھیلی ان کے ہاتھ میں دی اور کہا کہ: ’’نانی جان! خدا تمھارا بھلا کرے۔ تم نے آج میری لاج رکھ لی۔ میں ہر سال آیا کرتی ہوں۔ جب آؤں جو لینا ہو مجھ سے بے کھٹکے لے لیا کیجیے۔ بھلا آپ جیسے چاہنے والے مجھے ملتے کہاں ہیں۔‘‘

بی گرمی ذرا ہٹی تھیں کہ برسات خانم چھم چھم کرتی پہنچیں۔ سانولا نمکین چہرہ، چمکدار روشن آنکھیں، بھورے بال۔ اُن میں سے پانی کی باریک باریک بوندیں اِس طرح ٹپک رہی تھیں جیسے موتی۔ ہاتھوں میں دھانی چوڑیاں۔ غرض ان کے آتے ہی برکھا رُت چھا گئی۔ انھوں نے بڑھ کر کہا: ’’امّاں جان سلام!‘‘ بڑی بی نے کہا: ’’بیٹی! جیتی رہو۔ ہو نہ ہو تم بی گرمی کی بہن برسات خانم ہو؟‘‘ بی برسات نے کہا: ’’جی ہاں! میں بھی پوچھنے آئی ہوں کہ میں کیسی ہوں؟‘‘

بڑی بی نے کہا: ’’بی برسات تمھارا کیا کہنا! تم نہ ہو تو لوگ جئیں ہی کیسے؟ مینھ چھم چھم برس رہا ہے۔ باغوں میں کھم گڑے ہیں۔ جھوُلے پڑے ہیں۔ عورتیں ہیں کہ ہاتھوں میں مہندی رچی ہے۔ سُرخ سُرخ جوڑے، دھانی چوڑیاں پہنے جھوُل رہی ہیں۔ کچھ جھوُل رہی ہیں، کچھ جھُلا رہی ہیں۔ ملہار گائے جا رہے ہیں۔ اوُدی اوُدی گھٹائیں آئی ہوئی ہیں۔ برسات! بھئی برسات کا کیا کہنا۔ سُبحان اللہ!

بی برسات نے بھی ایک ہزار کی تھیلی بڑی بی کی نذر کی اور رخصت ہوئیں۔ شام ہو چلی تھی۔ بڑی بی تھیلیاں سمیٹ سماٹ خوشی خوشی گھر آ گئیں۔ گھر میں بہار آ گئی۔

پڑوس میں ہی ایک اور بڑھیا رہتی تھی۔ اُس نے بڑی بی کے گھر جو یہ چہل پہل دیکھی تو اس سے نہ رہا گیا۔ پوچھا: ’’یہ روپیہ تم کہاں سے لائیں؟‘‘ بڑی بی نے کہا: ’’مجھ کو یہ روپیہ جاڑے، گرمی اور برسات نے دیا ہے۔‘‘

پڑوسن بڑھیا آفت کی پڑیا تھی۔ ایک دن گھر والوں سے لڑ جھگڑ کر جنگل میں جا بیٹھی۔ خدا کا کرنا تھا کہ جاڑا، گرمی، برسات اُسی دن پھر ملے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا: ’’کہو بھئی، بڑھیا نے کیا تصفیہ کیا؟‘‘ جاڑے نے

© NCERT not to be republished

کہا: ''بھئی وہ بڑھیا غضب کی تھی۔ یہ نہیں بتایا کہ تینوں میں کون اچھّا ہے۔ سب ہی کی تعریفیں کر کے مفت میں تین ہزار اشرفیاں مار لیں۔'' غرض تینوں چلے بھُنے آگے بڑھے۔ دیکھا کہ ایک بڑھیا بیٹھی رو رہی ہے۔ پہلے میاں جاڑے پہنچے۔ ان کا آنا تھا کہ بڑھیا سردی سے تھر تھر کانپنے لگی۔

جاڑے نے کہا: ''بڑی بی سلام! مزاج تو اچھّا ہے۔ بڑھیا بولی: ''چل بڈّھے! پرے ہٹ۔ بڑی بی ہوگی تیری ماں۔ اب جاتا ہے یا نہیں۔'' میاں جاڑے نے کہا: ''بڑی بی، میں جاڑا ہوں۔ سچ بتانا میں کیسا ہوں؟''

بڑی بی نے کہا: ''اس بڑھاپے میں بھی آپ اپنی تعریف چاہتے ہیں؟ لو اپنی تعریف سُنو! آپ آئے اس کو فالج ہوا، اُس کو لقوہ ہوا۔ ہاتھ پاؤں پھٹے جا رہے ہیں۔ ناک سُڑسُڑ بہہ رہی ہے۔ دانت ہیں کہ کڑ کڑ بج رہے ہیں۔ کپڑے اِدھر پہنے اُدھر میلے ہوئے۔ لحاف ذرا کھُلا اور ہوا سر سے گھُسی۔ بچھونے برف ہو رہے ہیں۔ توبہ توبہ!

آگ کی بھی تو گرمی جاتی رہتی ہے۔ لیجیے اپنی تعریف سُنی یا کچھ اور سُناؤں؟''

جاڑا جلا ہوا تو پہلے سے ہی تھا۔ اب جو بڑھیا کی جلی کٹی باتیں سُنیں تو جل کر کوئلہ ہوگیا۔ اپنی ٹھوڑی پکڑ کر ڈاڑھی کی جو ہوا دی تو بڑھیا کو لقوہ ہوگیا۔ چلتے چلتے دو تین ٹھوکریں رسید کیں۔ ذرا فاصلے پر بی گرمی اور برسات کھڑی تھیں ان سے کہا: ''لو جاؤ! بڑھیا سے اپنا تصفیہ کرالاؤ، ہم تو ہار گئے۔''

بی گرمی خوشی خوشی بڑھیا کے پاس آئیں اور کہا: ''نانی امّاں! میں ہوں گرمی۔ تم سے یہ پوچھنے آئی ہوں کہ گرمی کیسی؟''

یہ سُننا تھا کہ بڑھیا کے تو آگ ہی لگ گئی۔ گرمی، گرمی کا کیا کہنا۔ سبحان اللہ! واہ واہ!! پسینہ بہہ رہا ہے۔ کپڑوں سے بُو آ رہی ہے۔ صبح کو کپڑے بدلے شام تک چکٹ ہوگئے۔ کھانا کھایا، کسی طرح ہضم نہیں ہوتا۔ سینے پر رکھا ہوا ہے۔ صبح ہوئی اور لُو چلنی شروع ہوئی۔ اِس کو لُو لگی، اُس کو لُو لگی۔ اس کو ہیضہ ہوا۔ مُنہ جھُلسا جاتا ہے۔ ہونٹوں پر پپڑی جمی ہوئی ہے۔ پانی پیتے پیتے جی بیزار ہو جاتا ہے۔ تمھاری جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ چل دور ہو میرے سامنے سے۔ نہیں تو ایسی بے نُقط سناؤں گی کہ تمام عمر یاد رکھے گی۔''

بی گرمی تو آگ بگولہ ہوگئیں۔ کہا: ''ٹھہر بڑھیا تجھے اس بدزبانی کا مزہ چکھاتی ہوں۔ مجھے تو کیا سمجھتی ہے۔'' یہ کہہ کر جو پھونک ماری تو ایسا معلوم ہوا کہ لُو لگ گئی۔ بڑھیا تو ہائے گرمی، ہائے گرمی کرتی رہی۔ بی گرمی پیٹھ پر ایک دو ہتّھڑ مار چلتی بنیں۔

جب ان کو بھی روکھی صورت بنائے آتے دیکھا تو بی برسات دل میں بہت خوش ہوئیں اور سمجھیں کہ چلو میں نے پالا مار لیا۔ بڑی مٹکتی مٹکاتی بڑھیا کے پاس گئیں اور کہا: ''میں برسات ہوں۔ اچّھا بتاؤ تو برسات کیسی؟''

بڑھیا نے کہا: ''برسات سے خدا بچائے۔ بجلی چمک رہی ہے۔ بادل گرج رہے ہیں۔ کلیجہ ہلا جاتا ہے۔ دھما دھم کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ذرا پاؤں باہر رکھا اور چھینٹے سر سے اوپر ہوگئے۔ ذرا تیز چلے اور جوتیاں کیچڑ میں پھنس کر رہ گئیں۔ رات کو مچھّر ہیں کہ ستائے جا رہے ہیں۔ نہ رات کو نیند، نہ دن کو چین اور پھر اس پر بھی یہ سوال کہ نانی

جان میں کیسی ہوں۔ نانی جان سے تعریف سُن لی؟ اب تو دل ٹھنڈا ہوگیا۔ اے ہے! یہ بے موسم کی گرمی کیسی؟ خدا خیر کرے۔'' بڑھیا یہ کہہ رہی تھی کہ بی برسات کی نگاہ بجلی بن کر گری اور بڑی بی کے پاؤں کو چاٹتی ہوئی نکل گئی اور بی برسات بڑھیا کو لنگڑا کر، مُنہ پر تھوک کر رخصت ہوئیں۔

بات یہ ہے کہ اللہ شکّر خورے کو شکّر ہی دیتا ہے۔ جو لوگ خوش مزاج ہوتے ہیں وہ ہر حال میں خوش رہتے ہیں اور موئے رونی صورت تو ہمیشہ جوتیاں کھاتے ہیں۔

(مرزا فرحت اللہ بیگ)

معنی یاد کیجیے

بیابان	:	جنگل
آدم نہ آدم زاد	:	جہاں کسی انسان یا جاندار کا نام ونشان نہ ہو
صلاح	:	مشورہ، رائے
کِلّے	:	درخت کی وہ کونپل جو کلی کی طرح پھوٹتی ہے
دگلہ	:	روئی دار لبادہ، سردی کا ایک لباس
سبحان اللہ	:	پاک ذات ہے اللہ کی، شکرگزاری کے اظہار کے لیے کہا جاتا ہے
مہاوٹ	:	جاڑے کی بارش
ملیدہ	:	(مالیدہ) نمک، گڑ یا شکر اور روٹی کو خوب مل کر تیار کی جانے والی ایک غذا
کنٹھا	:	پھولوں کا ہار، موٹے موٹے موتیوں کی مالا
خس	:	ایک قسم کی گھاس
گھڑونچی	:	گھڑے رکھنے کا اسٹینڈ جو بالعموم لکڑی کا ہوتا ہے
نہال ہونا (محاورہ)	:	بہت خوش ہونا، سرشار ہونا
آفت کی پڑیا	:	بہت زیادہ تیز، چالاک

© NCERT not to be republished

لاج رکھنا (محاورہ)	:	شرم رکھنا، عزت آبرو کا خیال رکھنا
ملہار گانا (محاورہ)	:	برسات کے موسم کا گیت
نذر کرنا	:	پیش کرنا، بھینٹ دینا
تصفیہ	:	فیصلہ
فالج	:	ایک ایسی بیماری جس میں جسم کا کوئی حصّہ بے حس ہو جاتا ہے
آگ لگنا (محاورہ)	:	بہت زیادہ غصہ ہونا
لقوہ	:	ایک ایسی بیماری جس سے منہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے
آگ بگولہ ہونا (محاورہ)	:	بہت غصّہ میں ہونا
کلیجہ دہلنا (محاورہ)	:	بہت زیادہ خوف کھانا

سوچیے اور بتائیے۔

1. جاڑا، گرمی اور برسات کا آپس میں جھگڑا کیوں ہوا؟
2. جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے انھوں نے کیا کیا؟
3. جاڑے کی کن خوبیوں کو بڑی بی نے بیان کیا؟
4. گرمی کے بارے میں بڑی بی کا کیا خیال تھا؟
5. مصنف نے برسات کا کیا حُلیہ بتایا؟
6. بڑی بی کو نذر میں تھیلیاں کیوں ملیں؟
7. بڑی بی کے گھر میں چہل پہل سے پڑوسن پر کیا اثر ہوا؟
8. بدزبان بڑھیا جاڑے کے ساتھ کس طرح پیش آئی؟
9. برسات کی کون سی باتوں کو بڑھیا نے ناپسند کیا؟
10. بڑھیا کے ساتھ برسات کا سلوک کیسا تھا؟

© NCERT not to be republished

خالی جگہ کو صحیح لفظ سے بھریے۔

1. اُنھیں دنوں ....اور برسات میں جھگڑا ہوا۔
2. باجرے کا ....بن رہا ہے، رس کی ....پک رہی ہے۔
3. میاں جاڑے اپنی تعریفیں سن سن کر ....نہ سماتے تھے۔
4. نانی جان ! خدا تمھارا بھلا کرے تم نے آج ....رکھ لی۔
5. ....برس رہا ہے۔

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

صلاح تصفیہ بیاباں آدم نہ آدم زاد ملہار

نیچے لکھے ہوئے واحد اور جمع کو الگ الگ کرکے لکھیے۔

بچے تعریف اشرفی قُلفیاں چوڑیاں گھٹا مہاوٹ فاصلہ

محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

محاورے		معنی
تھر تھر کانپنا	:	بہت زیادہ ڈرنا، ڈر جانا
پھولے نہ سمانا	:	بہت خوش ہونا
نہال ہونا	:	بہت خوش ہونا، سرشار ہونا
جی بیزار ہونا	:	اکتا جانا
آگ بگولہ ہونا	:	بہت زیادہ غصّہ ہونا

© NCERT not to be republished

کلیجہ دہلنا : بہت زیادہ خوف کھانا
پاؤں چاٹنا : چاپلوسی کرنا

عملی کام

- ہندستانی موسم، جاڑا، گرمی اور برسات کی خوبیاں بیان کیجیے۔
- ملیدہ کس موسم میں بنایا جاتا ہے۔اپنی والدہ سے بنوا کر کھایئے۔

پڑھیے اور سمجھیے۔

سورج نکل رہا ہے
اکبر ابھی ناشتہ کر رہا ہے
اوپر کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ کام شروع تو ہوا لیکن ابھی ختم نہیں ہوا- انھیں حال ناتمام کہتے ہیں۔
چاند نکل آیا ہے
وہ اسکول جا چکی ہے
اوپر کے جملوں میں خط کشیدہ افعال سے پتہ چلتا ہے کہ کام ختم ہو چکا ہے انھیں حال تمام کہتے ہیں۔

غور کرنے کی بات

- مرزا فرحت اللہ بیگ اس کہانی کے مصنّف ہیں۔ وہ اردو کے ممتاز نثر نگار تھے۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں دِلّی کی بول چال کی زبان اس خوب صورتی سے لکھتے ہیں کہ پڑھنے والوں کو مزہ آتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی سچ مچ ہمارے سامنے بیٹھا مزے دار کہانی سنا رہا ہو۔ انھوں نے اس کہانی میں جاڑا، گرمی اور برسات کی اچھائیوں اور برائیوں کو اپنے مخصوص دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے۔

○ ہندستان میں تین موسم ہوتے ہیں: موسم سرما، گرما اور برسات۔ اس کے علاوہ ایک اور موسم بھی کئی ملکوں میں ہوتا ہے جسے موسمِ بہار کہتے ہیں۔ ان موسموں کی اپنی اپنی خوبیاں اور کمیاں ہیں۔ ہر موسم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف پھول، پھل اور سبزیاں انسان کے لیے پیدا کیں۔ برسات کے موسم کا خاص طور پر کسان بڑا استعمال کرتے ہیں۔ اس موسم میں کئی تہوار بھی ہوتے ہیں۔ باغوں میں جھولے پڑ جاتے ہیں۔ ملہار اور گیت گائے جاتے ہیں۔

© NCERT not to be republished